برِّصغیر ہند و پاکستان میں اسلامی تحریک کی تاریخ

(مولانا مسعود عالم صاحب ندوی)

[یہ وہ مقالہ ہے جو مولانا نے جماعت اسلامی پاکستان کے اجتماع عام منعقدہ کراچی میں پیش فرمایا تھا]

ہندوستان میں اسلام کی عام حالت | یوں تو ہندوستان پہلی صدی ہجری ہی میں اسلام کی روشنی سے منور ہو چکا تھا، اور یہ سرزمین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بابرکت قدموں سے بھی محروم نہیں رہی تھی، پر یہ بھی حقیقت ہے کہ آفتابِ اسلام کی پہلی کرنیں ساحلی علاقوں سے آگے نہ بڑھ سکیں عرب تاجر اور جہازراں، جو جنوب مغربی ساحل سے گزر کر سیلون اور جزائر شرق الہند کا رُخ کرتے تھے، ملک کے اندرونی علاقوں میں کم آتے۔ اسی طرح سندھ کا نامور فاتح محمد بن قاسم بھی اپنی مہم کو ادھورا چھوڑ کر واپس لوٹنے پر مجبور ہوا۔

اس ملک اور خاص کر شمالی خطے کی بدنصیبی کہیے، کہ یہ عرب فاتحوں کے دم قدم سے محروم رہا۔ ان کی جگہ، اس کے حصے میں ایسے فاتح اور کشور کشا آئے، جو خود نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ یہ ترک اور مغل فاتح، اسلام بھی اُس وقت لائے جب خود اُس کے تہذیبی مرکزوں (حجاز، عراق، شام) میں انحطاط رونما ہو چکا تھا اور عباسی حکومت نومسلم غلاموں کے ہاتھوں میں بچوں کا کھلونا بن گئی تھی۔ یہ لوگ عام طور پر اسلام کے قانونِ جنگ سے ناواقف تھے اور ان کی فوج میں بڑی تعداد نومسلموں کی تھی۔

تعلیم و تربیت کے لحاظ سے حالت اور بھی خراب تھی۔ محمود غزنوی سے پہلے اُن کے ہاں مدرسوں کا رواج ہی نہیں تھا اور یہی وجہ ہے کہ درّۂ خیبر سے آنے والی اکثر قومیں اسلامی تعلیمات سے اکثر بے بہرہ رہیں۔ ان بادشاہوں اور کشورکشاؤں کے کارنامے ملک گیری اور جنگی صلاحیتوں کے لحاظ سے جو بھی قدر و قیمت رکھتے ہوں، مگر اسلامی تعلیم اور اسلامی نظامِ حکومت و عدل کے عملی مظاہرے کے اعتبار سے ان کی کوئی خاص قیمت نہیں۔ بلکہ تلخ بیانی معاف، ان بادشاہوں کی عملی زندگی اور ان کے سیاسی طرزِ عمل نے اسلام کے متعلق ایسی بے شمار غلط فہمیاں پیدا کر دیں، جو ایک مدت کی مسلسل اور